11

احمدی مخلصین آگے بڑھیں

(فرمودہ ۶ر اپریل ۱۹۲۳ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

پچھلے دنوں ہماری جماعت کے مختلف انجمنوں کے نمائندے بغرض مشورہ آئے تھے۔ ان سے مشورہ کے بعد میں نے چند امور طے کئے ہیں۔ جن میں سے بعض امور فتنہ ارتداد سے تعلق رکھتے ہیں جو یو۔پی میں رونما ہوا ہے اور آج میں انہی امور کے متعلق اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔

میں پچھلے دنوں سے قریباً ہر خطبے میں جماعت کو اس فتنہ کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کی علت غائی یہی ہے کہ مسلمانوں کو ان امور کی طرف متوجہ کیا جائے جو ان کے ملت و دین سے تعلق رکھتے ہیں اور بحیثیت مجموعی جن کا واسطہ تمام مسلمانوں سے پڑتا ہے۔ وعظ و نصیحت تو اکیلے اکیلے بھی کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن وہ امور جو اجتماع کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں وہ اجتماع کے بغیر کیونکر حل ہو سکتے ہیں تو ایسی باتوں کے لئے نماز جمعہ مقرر ہے۔

ہماری شریعت جس کے تمام حکم پُر حکمت ہوتے ہیں اور جن کا کوئی بھی ارشاد بلاوجہ نہیں۔ اس نے ہماری اس ضرورت کو دیکھ کر ہمارے لئے نماز جمعہ مقرر فرمائی جس میں سب مسلمان جمع ہوا کریں اور امام ان کو ضرورت حاضرہ سے آگاہ کیا کریں۔ اسلامی شریعت میں خطبہ اتنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر کے چار فرضوں میں سے کاٹ کر دو رکعت محض خطبہ کے لئے رکھ دئے۔ اس میں غرض یہ رکھی کہ تمام لوگوں میں ایک روح پیدا کی جائے اور اجتماعی قوت کو مضبوط کیا جائے اور پیش آمدہ خطرات سے ان کو آگاہ کیا جائے اور ان سے بچنے کا طریق بتایا جائے اور ضروریات سلسلہ کا علم کرایا جائے۔ لیکن بد قسمتی سے مسلمانوں میں کچھ عرصہ سے یہ طریق جاری ہو گیا ہے کہ خطیب کھڑے ہوتے ہیں اور صدیوں کے پرانے خطبے پڑھ کر سنا دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں سے وہ ترقی کی روح بھی جاتی رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانوں میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ آپ

نے خطبہ جمعہ کی غرض بتائی اور قوم میں زندگی پیدا کرنے اور دنیا میں ترقی یافتہ بننے کے لئے خطبہ کو قرار دیا۔ پس یہی وجہ ہے کہ میں باربار اپنی جماعت کو ان ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور خطبہ میں یہی باتیں بیان کرتا ہوں۔

پس مجلس مشاورت کے جن مشوروں کو میں نے قبول کیا ہے۔ یا نمائندگان سے مشورہ لینے کے بعد جن امور کا عزم میں نے کیا ہے۔ ان پر جماعت کو عمل کرنے کے لئے خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں۔ اس زمانہ کے حالات سے ظاہر ہے کہ آج کل کوئی کام بغیر روپیہ کے نہیں ہو سکتا۔ پچھلے زمانہ میں اور رنگ تھا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے بہت سی جنگیں کیں۔ مگر سوائے چند غزوات کے آپ نے کسی کے لئے چندہ نہیں کیا بلکہ یہی فرما دیا کہ آؤ چلے آؤ۔ جس پر صحابہ میں سے کوئی سواری لے آیا اور کوئی نیزہ لے آیا اور کوئی تلوار اٹھائے آرہا ہے اور کوئی ستوہی لیکر چلا آرہا ہے اور اس طرح سے لشکر بن کر دشمن سے مقابلہ ہوتا تھا۔ سوائے بعض غزوات کے جو بہت اہم تھے اور خاص تیاری چاہتے تھے۔ ان میں آپ نے چندہ کا اعلان بھی فرمایا۔ جس پر آپ کی جماعت نے بتادیا کہ وہ صرف ایسے ہی نہیں کہ خدا کی راہ میں جان ہی قربان کریں بلکہ وہ مالوں کی بھی کوئی پروا نہیں کرتے۔

بعض لوگ ہوتے ہیں جو خدا کی راہ میں جان تو دے دیتے ہیں مگر مال دینا ان کو دوبھر ہوتا ہے۔ اور بعض مال خرچ کر سکتے ہیں مگر جان نہیں دے سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے دونوں قسم کی قربانیاں کیں اور اعلیٰ پیمانی پر کیں۔ لیکن اس زمانہ میں یہ ہونا مشکل ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کام نہایت وسیع ہوگیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو سب سے لمبے فاصلہ پر جنگ کی وہ جنگ تبوک تھی۔ جو دو ڈیڑھ سو میل کے فیصلہ پر تھی۔ گویا یہاں سے جتنا انبالہ ہے اتنے فاصلہ پر۔ لیکن ہم نے جہاں جہاں دھاوا کرنا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ہم نے امریکہ' افریقہ' یورپ' آسٹریلیا اور دور دور سواحل پر حملہ کرنا ہے۔ چھ چھ' بارہ بارہ ہزار میل کا فاصلہ ہے۔ پس فاصلوں کی لمبائی اور پھر ان لوگوں کے تمدن کے اختلاف کی وجہ سے روپیہ کا سوال بہت اہم سوال ہے۔

میں نے اس فتنہ ارتداد کے لئے اپنی جماعت کے ذمہ سردست ۵۰ ہزار روپیہ چندہ لگایا ہے جو وہاں پر مناسب جگہ پر خرچ کیا جائے گا۔

پچھلے دنوں درس کے موقع پر یہ تجویز کی تھی کہ قادیان کے لوگوں میں سے جو صاحب ثروت کم از کم سو روپیہ فی کس دے وہ اس میں شریک ہو۔ اس سے کم کسی سے نہ لیا جاوے بلکہ اس حصہ جماعت کو آئندہ ضروریات کے لئے ریزور رکھا جاوے۔ میں نے اس تحریک کو صرف قادیان میں

بیان کیا تھا جس میں حکمت یہ تھی کہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر جب نمائندگان آئیں تو ان سے مشورہ لوں کہ آیا یہ تحریک عام ہونی چاہیئے یا خاص۔ سو مجلس شوریٰ میں کثرت رائے اس بات پر تھی کہ رقم خاص کر دی جاوے۔ جو چاہے اس میں شریک ہو جاوے اور وہ رقم کم سے کم سو ہونی چاہیئے۔ اگر اس ذریعہ سے رقم پوری ہو جاوے تو اچھا ورنہ اس تحریک کو عام کر دیا جائے تاکہ امیر و غریب اس میں حصہ لے سکیں۔ میں نے مجلس کی اس رائے اور اس مشورہ کو منظور کر لیا ہے۔ سو آج میں ان لوگوں کو جو میرے سامنے بیٹھے ہیں اور یا جن تک میرا یہ خطبہ چھپ کر پہنچ جائے اور وہ میرے دل اور روحانی آنکھوں کے سامنے بیٹھے ہیں۔ مخاطب کرتا ہوں کہ جس جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دے اور وہ اس کام میں حصہ لے سکتا ہو تو وہ جلد سے جلد کم از کم سو اور زیادہ سے زیادہ جتنا چاہے اور دے سکے خزانہ بیت المال میں بھیج دے۔ قادیان میں ایسے ذی ثروت لوگ بہت کم ہیں۔ بالعموم قادیان میں بڑی بڑی قربانیاں کر کے آئے ہوئے ہیں۔ اور معمولی سی آمدنی سے بیوی بچوں کے اخراجات بھی بمشکل چلاتے ہیں۔ مگر پھر بھی قادیان والوں کی قربانیاں اور ان کا اخلاص قابل رشک ہے۔ بہت سے ایسے لوگوں نے اس چندہ میں شمولیت کی ہے کہ اگر میں خود اس رقم کے دینے والوں کے نام نامزد کرتا تو کبھی میرے وہم میں بھی نہ آتا کہ وہ یہ بوجھ اٹھا سکیں گے۔ بعض کی ۱۴۔۱۵ روپیہ تنخواہ ہے مگر پھر بھی انہوں نے اس رقم کو ادا کر دیا ہے۔ معلوم نہیں کتنے عرصہ اور کن اغراض کے لئے وہ یہ رقم بچا بچا کر جمع کر رہے تھے۔ مگر ان کے اخلاص نے ان کو مجبور کر دیا کہ مالداروں سے پیچھے نہ رہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غرباء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ہم نوافل پڑھتے اور تسبیح و تحمید کرتے ہیں۔ امراء بھی یہ کرتے ہیں۔ ہم نمازیں پڑھتے اور جہاد کرتے ہیں۔ امراء بھی ایسا کر لیتے ہیں۔ پھر وہ صدقہ دیتے ہیں ہم کس طرح ان کے برابر ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا میں تم کو ایک ترکیب نہ بتادوں جس سے تم ان امراء پر سبقت لے جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا حضور ضرور بتائیں آپ نے فرمایا کہ تم ہر نماز کے بعد ۳۳۔۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور الحمدللہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ اس سے تم کو ثواب ملے گا۔ مگر تم ان سے بڑھ جاؤ گے۔ وہ بہت خوش ہوئے اور چلے گئے۔ امیروں کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ ہم کیوں پیچھے رہیں۔ انہوں نے بھی ایسا کرنا شروع کر دیا۔ چند دن کے بعد پھر غرباء حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور امراء نے بھی ایسا کرنا شروع کر دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ اور فرمایا کہ یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ میں ان کو کس طرح روک دوں۔ا؎ اللہ تعالیٰ نے ان کو دل ہی ایسا دیا ہے کہ وہ کسی طرح پیچھے نہیں رہنا چاہتے۔

اس موقعہ پر امراء نے غرباء کو شکست دے دی تھی۔ میرے نزدیک وہ جو ۱۳ سو سال کا بدلہ تھا اب اس موقعہ پر غرباء نے نکال لیا ہے اور امراء کو شکست دے دی ہے۔ جب میں نے اس چندہ کی تحریک کی تو سب سے پہلے وہی لوگ آپہنچے جو فی الواقع سو روپیہ دینے کی کسی طرح طاقت نہ رکھتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ لکھا ہے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ جو قومیں پیچھے رہ گئی ہیں اور ان کے حقوق دبائے گئے ہیں ان کو ان کے حقوق دلاؤں۔ میں آدم ہوں۔ اس لئے آیا ہوں کہ پہلے آدم کا بدلہ لوں اور جس طرح شیطان نے اس کو جنت سے نکلوا دیا تھا۔ میں شیطان اور اس کی ذرّیت کو ابدی جنت سے نکلوا دوں۔ مجھے مسیح بنایا گیا تاکہ پہلے مسیح کو صلیب دیا جانے کے بدلے میں صلیب کو توڑ دوں۔ اور آئندہ ہمیشہ کے لئے اس رستہ کو بند کر دوں۔ میں یوسف ہوں۔ پہلے یوسف کو جو بھائیوں نے نکال دیا تھا اس کا بدلہ لینے آیا ہوں تا اسیروں کو رستگاری دلاؤں۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ پہلے غرباء کو شکست ہوئی اب اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ وہ اپنا بدلہ نکال لیں۔ اور امراء کو شکست دے لیں۔

باوجود اس کے کہ غرباء نے نہایت ہی قابل رشک نمونہ دکھلایا ہے۔ ہمارے اصل مخاطب پھر بھی امراء ہی ہیں۔ خواہ وہ قادیان کے ہوں یا باہر کے ہوں۔ انہیں چاہیئے کہ اس حد تک حصہ لیں جتنی ان کو وسعت ہے۔ پیچھے رہنے کی کوشش نہ کریں۔ جو پانچ سو دے سکتا ہے وہ اس سے کم نہ دے۔ اور جو ہزار دے سکتا ہے وہ ہزار سے آنہ کم نہ دے۔ تب ہی یہ کام ہو سکتے ہیں۔ دنیا کی آسائش کے بہت مواقع مل سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے مواقع نہیں ملا کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا موقع مل تو ہر وقت سکتا ہے مگر انسان کے دل میں تحریک اور جوش کے پیدا ہونے کے خاص خاص اوقات ہی ہوتے ہیں۔ جن میں سے یہ موقعہ ایک بڑا عظیم الشان موقعہ ہے اس کو رائیگاں نہ جانے دینا چاہیئے۔ ورنہ پچھتانا ہو گا۔

اس سے بہتر کونسی بات ہو سکتی ہے کہ غیر احمدی جو ہم سے بہت ہی بغض و عناد رکھتے ہیں جوش سے کھڑے ہو گئے ہیں اور ہر طرح سے ہماری مدد کرنے کو تیار ہیں۔ کیونکہ یہ مصیبت اسلام پر ہے اور اس کے لئے مقابلہ کرنے والے صرف احمدی ہی ہو سکتے ہیں اور غیر احمدی اس بات کو محسوس کرنے لگ گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے دین کی حمایت کرنے والے یہی لوگ ہیں۔ ہماری جماعت میں پیچھے کس قدر قابل افسوس غفلت رہی ہے۔ میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے فرض کو شناخت کریں۔ اور ہر شخص اٹھ کھڑا ہو جب تک اکناف عالم میں اسلام نہ پھیل جائے اس کو چین نہ آئے۔ اٹھو کہ یہ موقعہ پھر نہیں ملے گا۔

بیرونی جماعتوں کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو یہ غلطی لگی ہے کہ میں نے صرف سَو روپیہ کا مطالبہ کیا ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ سَو روپیہ کم سے کم ہے۔ اس سے زیادہ ہر شخص جتنی طاقت رکھتا ہے دے۔ جو شخص پانچ سو دے سکتا ہے مگر صرف سَو دیتا ہے اس لئے کہ میں نے کم از کم سو روپیہ کا مطالبہ کیا ہے وہ اپنے لئے آپ رحمت کے دروازے بند کرتا ہے۔ اور جو ہزار نہیں دیتا باوجودیکہ دے سکتا ہے۔ وہ بھی اپنے اوپر رحمت کے دروازے بند کرتا اور ایک عظیم الشان موقعہ کو کھوتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دو ہزار دے سکتا ہے وہ اتنا نہیں دیتا وہ بھی اپنے ترقی کے رستوں کو بند کرتا ہے۔ جس طرح یہ فیصلہ نہیں کیا کہ سو سے زیادہ کوئی نہ دے اسی طرح یہ بھی فیصلہ نہیں کیا کہ سو سے کم نہ لیا جاوے۔ ہاں یہ بات ہے کہ فی الحال وہ ہمارے مخاطب نہیں۔

میں تمام جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس رقم کو پورا کردے اور ہر فرد جو ذی ثروت ہے اپنی ہمت کے مطابق حصہ لے۔

(۲) مجلس مشاورت کے موقع پر دوسرا فیصلہ یہ ہوا تھا کہ پہلی تجویز کے مطابق جماعت میں پرزور تحریک کی جاوے کہ لوگ اپنے آپ کو تین تین ماہ کے لئے پیش کریں مجلس کے اس فیصلہ کو بھی میں نے منظور کیا ہے۔ اب تک تین سو درخواستیں وقف کنندگان کی پہنچ چکی ہیں۔ مگر کام بہت بڑا ہے۔ سو کے قریب آدمی ہمارے علاقہ ارتداد میں ہمیشہ رہنے ضروری ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے علاقے ہیں جن میں یہی مرض پھوٹنے والا ہے۔ ان میں بھی تبلیغ کرنا ہے۔ پس کام کی اہمیت کے لحاظ سے یہ تعداد بہت ہی کم ہے۔ اس وقت اگر ہم تھوڑا کام بھی ان علاقوں میں کریں گے تو بڑی کامیابی کی امید ہے۔ پس اس لئے اس موقعہ پر ہماری جماعت کی تین سو درخواستیں بہت کم ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں ایسی درخواستیں ہمارے پاس پہنچنی چاہئیں تاکہ ہم اطمینان سے تقسیم کرسکیں۔ اور بعض لوگوں کا ریزرو رہنا ضروری ہے تاکہ وقت پڑے پر کام آسکیں۔

میں مانتا ہوں کہ شرائط کڑی ہیں۔ ان دنوں میں ایسی قربانی کرنا ایک مشکل امر ہے۔ مگر یاد رکھو اس کے بدلہ میں جو کچھ مل سکتا ہے۔ اور اس مشقت پر جو انعام ملنے والا ہے۔ وہ اس تکلیف سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔ تم زیادہ سے زیادہ یہی قربانی کرو گے کہ تین ماہ کے لئے بیوی بچوں کی صحبت ترک کرو گے اور کچھ اموال کی قربانی کرو گے اور اخراجات برداشت کرو گے اور کچھ وقت کی قربانی کرو گے۔ مگر غور کرو کہ تم بیوی بچوں کی صحبت کو چھوڑو گے تو اس کے بدلے میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی صحبت ملے گی۔ تم تین ماہ کی قربانی کروگے تو اللہ تعالیٰ تم کو ابدی زندگی عطا فرمائے گا۔ اور جس طرح سے خدا کی ذات کامل اور ابدی ہے وہ ایسے لوگوں کو بھی ابدیت عنایت کرے گا۔ تم اموال خرچ کرو گے اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تم کو ایسے انعام دے گا جو عطاء غیر مجذوذ ہونگے اور کبھی

چھینے نہ جائیں گے۔ تم تین ماہ تک اپنے کاروبار چھوڑو گے۔ تمہیں اس سے کہیں اعلیٰ کاروبار ملیں گے۔

پس اس موقع پر ان مشکلات سے مت گھبراؤ اور اس قربانی سے پیچھے مت ہٹو کہ جو کچھ تمہیں ملنے والا ہے وہ اس سے بہت اعلیٰ ہے۔ صحبت کے بدلہ اعلیٰ صحبت اور مال کے بدلہ اعلیٰ مال اور کاروبار کے بدلے اعلیٰ کاروبار ملیں گے۔ میں تو جب انعام کو دیکھتا ہوں تو اس قربانی کو قربانی کہنا قربانی کی ہتک کرنا سمجھتا ہوں۔

پس میں اپنے دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ جنہوں نے ابھی تک اپنے نام پیش نہیں کئے وہ فوراً اپنے نام پیش کردیں اور اس سستی میں نہ رہیں کہ ابھی وقت بہت ہے۔ پھر پیش کردیں گے۔ وقت تو بہت ہے لیکن اگر ابھی ہمارے پاس درخواستیں نہ پہنچیں گی تو کام میں گڑبڑ پڑ جائے گی اور ہمیں اطمینان نہ ہوگا اس لئے ایسے دوست بہت جلد نام لکھوا دیں تاکہ جس طبقہ اور موقعہ کے وہ مناسب ہوں اس کے مطابق ان کی تقسیم کی جائے۔ ورنہ پھر ترتیب میں مشکل پڑ جائے گی۔

(۳) وہ لوگ جو کسی نہ کسی مجبوری سے ابھی تک نہ گئے ہوں یا نہ جا سکتے ہوں ان کے لئے بھی اس ثواب میں شریک ہونے کا ایک طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ جانے والے احباب کے گھربار والوں کا فکر رکھیں اور ان کی تکلیفوں کو دور کریں۔

محلّہ داروں کو چاہیئے کہ ایسے مجاہدین فی سبیل اللہ کے گھروں کی حفاظت کریں۔ کیونکہ ان کے گھر غیر محفوظ ہیں اور خصوصیت سے ان کا خیال رکھیں اور اپنی ضروریات پر ان کی ضروریات کو مقدم رکھیں اور سودے سلف کا خیال رکھیں۔

ان مجاہدین کے گھروں میں بیمار بھی ہونگے۔ اس لئے دوسرے بھائیوں کا فرض ہے کہ وہ ان کا خیال رکھیں اور اپنے گھروں کی نسبت ان کی زیادہ خبرگیری کریں۔ میں قادیان والوں اور دیگر جہاں جہاں سے احباب اس جہاد میں شریک ہوں کو نہایت زور سے اس ثواب میں شریک ہونے کے لئے تاکید کرتا ہوں۔

ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ پورے جوش اور استقلال سے یہ ثابت کردیں کہ وہ خدا کے برگزیدہ کی پاک جماعت ہے۔ خدا اور اس کے دین کی محبت لے کر اٹھیں۔ پھر ان پر کوئی مصیبت اثر نہیں کرسکتی اور ان کے پاؤں ڈگمگا نہیں سکتے بلکہ ہر ایک تکلیف ان کی ترقی کا موجب ہوگی۔

پس جو لوگ ملکانہ میں تبلیغ کو گئے ہیں۔ دوسروں کو چاہیئے کہ ان کے گھر جاویں اور روزانہ جاویں اور پوچھیں کوئی تکلیف ہو تو اس کو بقدر امکان دور کریں۔ بہت سی طبائع جان تو دے دیتی ہیں مگر وہ ایسے کام کہ روزانہ کسی کے گھر جاکر اس کی حاجت پوچھیں۔ نہیں کرسکتے اور ان کو یہ دوبھر

ہوتا ہے۔ اس لئے یہ بھی ایک بڑی قربانی ہے۔ جب تک ان کی خدمت کا وقت نہیں۔ وہ اس طرح سے اس خدمت میں شامل ہو جائیں۔

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں جا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مدینہ میں ایک جماعت ہے تم کوئی جنگ نہیں کرتے اور نہ کوئی وادی قطع کرتے ہو اور نہ کوئی تکلیف اٹھاتے ہو مگر وہ تمہارے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور وہ کون ہیں اور کیونکر شریک ثواب ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ وہ لوگ ہیں جن کو مجبوری نے روک دیا ہے۔ ان کے دلوں میں تڑپ ہے مگر مجبور ہیں۔ بس چلے تو فوراً چل پڑیں۔ مثلاً اندھے ہیں یا لنگڑے ہیں تو وہ جانے سے مجبور ہیں مگر ان کے دل غمگین ہوتے ہیں کہ ہم کیونکر اس ثواب میں شریک ہو سکتے ہیں۔۲۔ پس جن کے دلوں میں سچے طور پر یہ خواہش ہوتی ہے۔ ان کو ایسی خدمات سے ثواب کا موقعہ مل جاتا ہے۔ دل کی خواہش کا پتہ صرف زبان سے نہیں لگ سکتا۔ یہ کہدینا کہ میں ایسا خیال کرتا ہوں۔ کافی نہیں۔ خواہش کی علامت یہ ہے کہ جس حد تک انسان خدمت کر سکتا ہے کرے۔ اور پھر جو رہ جاوے اللہ تعالیٰ اسے اس ثواب میں شریک کر دیتا ہے۔ یہ کام گو معمولی ہوتے ہیں مگر بہت سے لوگ ان کو بھی پورا نہیں کر سکتے۔ پس اگر کوئی کہے کہ مجھے خواہش ہے مگر وہ ایسا کام یا مجاہدین کے گھر والوں کی خدمت وغیرہ نہ کرے تو یہ اس کا وہم ہے کہ مجھے خواہش جہاد ہے۔ اس کا نفس اس کو دھوکہ دے رہا ہے اور زبان اس کو اور دوسرے لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتی ہے اگر اس کی امید اور خواہش سچی ہو تو ضرور اس کو موقعہ مل جاوے اور وہ کسی نہ کسی طرح پوری کوشش سے ثواب میں شریک ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اپنے فرائض کے پہچاننے کی اور ان کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ سمجھیں اور اس خدمت کو سرانجام دیں۔ اور جو بوجھ ان پر رکھا گیا ہے۔ اس کو پورے طور پر اٹھائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہوں اور ہمیں اس وفادار غلام کی طرح بناوے کہ جو تکلیف کے وقت بھاگ نہیں جاتا بلکہ آقا کے منہ کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اشارہ ہو تو میں سب کچھ قربان کردوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا ہی بنادے۔ آمین۔

(۴) دوسرے خطبہ میں فرمایا۔ میں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ خصوصیت سے راجپوتوں کی ضرورت ہے اپنی قوموں کے رسم و رواج اور اخلاق سے وہ واقف ہونگے اور پھر وہ ملکانہ لوگ راجپوتوں کی باتیں ہی سنتے ہیں۔ اس لئے میں خاص طور پر راجپوتوں کو مخاطب کرتا ہوں کہ وہ جو ہمیشہ سے اپنی برتری اور خوبی کے قصے بیان کیا کرتے تھے ان کا عملی ثبوت دیں اور ثابت کر دکھلائیں کہ واقعی یہ ایک بہادر اور کام کرنے والی قوم ہے۔ دوسری قوموں کے لوگ آگے بڑھ رہے ہیں لیکن ان کے لئے

افسوس نہ ہوگا کہ قوم ان کی تباہ ہو رہی ہے اور وہ نکلتے بھی نہیں۔ ہماری جماعت میں راجپوتوں کی کافی تعداد ہے۔ جالندھر اور ہوشیارپور میں بہت راجپوت ہیں۔ میں ان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی غفلت اور سستی کو چھوڑیں۔ اور اپنے بزرگوں کے احترام کے طور پر چستی اور قربانی دکھلائیں تاکہ ان کا دعویٰ بزرگی ان کے عمل سے ثابت ہو۔

یہی موقع ہے جس سے ان کی ان روایات اور قصوں کا جھوٹ' سچ معلوم ہو سکتا ہے۔ جو وہ اپنی فضیلت کے بیان کیا کرتے ہیں ان کو ہمت دکھلانی چاہیئے تاکہ وہ دوسری قوموں سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بخشے۔ آمین۔

(الفضل ۱۶؍ اپریل ۱۹۲۳ء)

❀ ❀ ❀

۱۔ بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ

۲۔ بخاری کتاب الجہاد و السیر باب من حبسہ العذر عن الغزو